حدیث ثقلین ۔ امام زمان علیہ السلام کے وجود کی دلیل

قرآن کریم کی آیتوں کی روشنی میں تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلنے والا ہر جملہ وحی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور وہ اتنا ہی سچا ہے جتنا قرآن کریم کی آیت۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثوں پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لئے واجب ہے اور اس پر شک کرنا حرام ہے۔ آنحضرتؐ نے جو باتیں بیان فرمائی ہیں وہ صد در صد سچی ہیں۔ اگر ہم ان پیشگوئیوں پر نظر ڈالیں تو دیکھیں گے کہ وہ حرف بحرف درست ہیں۔ ان پیشگوئیوں کی روشنی میں جب آج کے حالات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ کوئی شخص آنکھوں دیکھا حال بیان کر رہا ہے جبکہ ان روایتوں کو بیان ہوئے ۱۴۰۰ سال ہو چکے ہیں۔

حدیث ثقلین ان روایتوں میں ہے جس کو شیعہ اور سنی دونوں نے نقل کیا ہے اور اس کو صحیح و معتبر قرار دیا ہے۔ اس حدیث کو تسلیم کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد بار ارشاد فرمائی ہے۔ جس سے اس حدیث کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کیونکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بعید ہے کہ وہ غیر ضروری بات کی تکرار فرمائیں۔ ایک حدیث کو بار بار بیان فرمانا لوگوں کو اس کی اہمیت کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ وَ اِنَّھُمَا لَنْ یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ

میں تمہارے درمیان دو گرانقدر دو بھاری بھرکم چیزیں چھوڑ رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میری عترت اور اہل البیت۔ ان دونوں کی خصوصیت یہ ہے:

جب تک تم ان دونوں سے متمسک رہو گے میرے بعد ہرگز ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ گمراہی سے نجات صرف اور صرف اس صورت میں ممکن ہے جب قرآن اور اہل بیت دونوں سے تمسک کیا جائے۔

تمسک یعنی کسی سے وابستہ رہنا۔ ساتھ ساتھ رہنا۔ اس کے نقش قدم پر چلنا۔ قرآن سے تمسک کرنا۔ یعنی قرآنی احکام اور تعلیمات پر عمل کرنا۔ اس کی مخالفت نہ کرنا۔

(اس مقام پر مختصر سی قرآن کی اہمیت پر روشنی ڈالیں اور روزآنہ قرآن کریم کی تلاوت پر زور دیں

قرآن کریم سے تمسک صرف قرآن حفظ کرنا نہیں ہے بلکہ قرآنی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔ ورنہ بہت سے ایسے قاریان قرآن ہیں جن پر قرآن لعنت کرتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی زبان پر قرآن کی آیتیں ہوتی ہیں اور عمل

سے قرآن کی مخالفت ہوتی ہے۔

اہل بیت علیہم السلام سے تمسک دل کو ان کی محبت و مودت سے روشن رکھنا اور اعضاء و جوارح سے ان کی تعلیمات پر عمل کرنا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا

جو خداوند عالم کا مطیع و فرمانبردار ہے وہ ہمارا دوست ہے۔

ضلالت و گمراہی سے نجات کی ضمانت اس صورت میں ہے جب ہم قرآن اور اہل بیت علیہم السلام دونوں سے تمسک کریں ورنہ صرف ایک سے تمسک صراط مستقیم پر قائم نہیں رکھے گا۔

اس کے علاوہ صرف ایک سے تمسک کا امکان نہیں ہے۔ کیونکہ صرف ایک سے تمسک اس صورت میں ممکن ہے جب قرآن اور اہل بیت ایک دوسرے سے جدا ہو سکتے ہوں لیکن یہ جدائی ممکن نہیں ہے اس بنا پر نہ قرآن اہل بیت سے جدا ملے گا اور نہ اہل بیت قرآن سے الگ ملیں گے، اس بنا پر صرف ایک سے تمسک کی کوئی صورت نہیں ہے۔ صرف ایک سے تمسک در اصل دونوں سے جدائی ہے۔ اور جدائی گمراہی ہے۔ لہٰذا نجات کا واحد راستہ دونوں سے تمسک ہے۔

حدیث کا یہ فقرہ بھی خاص توجہ کا طالب ہے۔

وَاِنَّهُمَا لَنْ يَّفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ.

اور یقیناً یہ دونوں یعنی قرآن اور اہل بیت ہرگز ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں۔

اس حدیث کا صاف اور بالکل واضح مفہوم یہ ہے جس دن سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا سے رحلت فرمائی ہے۔ اس وقت سے حوض کوثر پر ملاقات تک قرآن اور اہل بیت میں پلک جھپکنے بھر بھی جدائی ممکن نہیں ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ قرآن ہو اور اہل بیت نہ ہوں۔ اہل بیت ہوں اور قرآن نہ ہو۔ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ ہیں۔

ہر مسلمان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کی صداقت اور حقانیت پر ایمان لانا ضروری ہے۔

اس وقت ہم جب دنیا پر نظر ڈالتے ہیں تو ہر مسلمان کے گھر میں قرآن مجید ہے۔ روزانہ اسکی تلاوت کی جاتی ہے۔ ہر گھر میں قرآن موجود ہے۔ تو جب اس وقت دنیا میں قرآن موجود ہے تو حدیث پیغمبر کی صداقت و حقانیت کا تقاضا ہے کہ اہل بیت کی ایک فرد بھی ضرور موجود ہو۔

وہ لوگ جو اس وقت قرآن کریم کی موجودگی کے قائل ہیں اور اہل بیت کے فرد کے وجود کے قائل نہیں ہیں وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و حقانیت پر ایمان نہیں لائے ہیں۔

حدیث کی صداقت اور حقانیت ہر طرح کے شکوک و شبہات سے بالاتر ہے۔ اس بنا پر جب تک دنیا میں قرآن موجود ہے اہل بیت کی ایک فرد کا رہنا ضروری ہے۔ لہٰذا اس وقت دنیا اہل بیت کے وجود سے خالی نہیں ہے۔

اہل بیت کی یہ فرد ایسی ہو جو قرآن کریم سے جدا نہ ہو۔

قرآن کریم چونکہ ہر طرح کے نقص و عیب سے پاک ہے۔ لہٰذا اس فرد کو بھی ہر طرح کی گناہوں سے پاک و پاکیزہ ہونا چاہئے۔ یعنی اس کو معصوم ہونا چاہئے۔

کیونکہ ہر گناہ خواہ وہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ قرآن کریم سے جدائی ہے۔ لہٰذا قرآن کے ساتھ بس وہی ہو سکتا ہے جو معصوم ہو۔

لہٰذا اہل بیت کی اس فرد کو معصوم ہونا چاہئے۔

اس بنا پر وہ لوگ جو قرآن کو تسلیم کرتے ہیں اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وجود کے قائل نہیں ہیں وہ نہ قرآن سے متمسک ہیں اور نہ اہل بیت سے۔ اور جو ان سے متمسک نہ ہو وہ ہدایت یافتہ نہیں ہے۔

قرآن و اہل بیت ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ ہیں۔

قرآن کتاب ہدایت ہے۔ اہل بیت کی محبت و مودت ہدایت ہے۔ قرآنی ہدایت سے وہ استفادہ کرتے ہیں تو متقی و پرہیزگار ہوتے ہیں۔

ذٰلِكَ الْكِتَابُ. هُدًى لِلْمُتَّقِيْنَ.

اہل بیت کی محبت سے وہی بہرہ مند ہوگا جسکی نسل پاکیزہ ہو گی۔

قرآن کا ظاہر و باطن ہے۔

اہل بیت علیہم السلام کے کچھ افراد ظاہر تھے اور ایک غیبت میں ہے۔

قرآن کی حقیقت کو لَا يَمَسُّهُ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔

اہل بیت کی حقیقت کو صرف وہ برداشت کر سکتا ہے جس کے دل کا امتحان خدا نے ایمان اور تقویٰ سے لیا ہو۔

قرآن کے حروف کو بغیر طہارت کے مس کرنا جائز نہیں ہے۔

اہل بیت کے ناموں کو بغیر طہارت کے مس کرنا جائز نہیں ہے۔

حدیث ثقلین کی روشنی میں قرآن کے ساتھ ساتھ اہل بیت علیہم السلام کی ایک فرد ہونا لازمی ہے۔ اور یہ فرد حضرت حجۃ بن الحسن العسکری امام زمانہ علیہ السلام ہیں۔

لہٰذا اس دور میں صرف وہی لوگ ضلالت و گمراہی سے محفوظ ہیں، نجات یافتہ ہیں ہدایت یافتہ ہیں جو قرآن کریم کے ساتھ اہل بیت علیہم السلام کی امامت وولایت کے قائل ہیں۔

امام زمانہ علیہ السلام کا وجود حدیث ثقلین کی حقانیت اور صداقت کی بہترین دلیل ہے۔ اس بنا پر چاہے مباہلہ کا میدان ہو۔ یا خیبر کی جنگ۔ یا آج کا ماحول۔ اہل بیت کل بھی حقانیت اور صداقت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلیل تھے اور آج بھی وہی دلیل ہیں۔

قرآن کریم سے استفادہ کے لئے ایک روحانی رابطہ، پاکیزگی نفس ضروری ہے۔ اس طرح امام زمانہ علیہ السلام کی عنایتوں سے بہرہ مند ہونے کے لئے قلبی لگاؤ ضروری ہے۔ یہ قلبی کشش ہم کو امام زمانہ علیہ السلام سے قریب کر دے گی۔

امام سے قربت خدا سے قربت کا سبب ہو گی۔ اور خدا سے قربت ہر عبادت کی جان ہے۔ کیونکہ ہماری ہر نیت میں "قربۃً الی اللہ" ہے۔ اور عبادت ہی ہماری خلقت کا مقصد ہے۔ اس بنا پر امام زمانہ علیہ السلام سے قریب ہو کر ہم اپنی زندگی کا مقصد پورا کر رہے ہیں۔

آخر میں امام زمانہ علیہ السلام سے ملاقات کے ایک واقعہ کا ذکر کریں۔

انصاف سبب ملاقات

ایک شخص کو حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے دیدار اور ملاقات کی بڑی تمنا تھی۔ ہر وقت اس کے ذہن میں صرف یہی ایک تمنا رہتی تھی۔ ملاقات سے محرومی کی بنا پر وہ بہت ہی زیادہ رنجیدہ رہتا تھا۔

اس نے ملاقات کے لئے بڑی دعائیں کیں۔ بہت زیادہ عبادت کی۔ جو عمل ہو سکتا تھا اس نے انجام دیا۔

نجف اشرف میں علماء کے درمیان یہ بات مشہور ہے۔ اگر کوئی شخص حضرت امام زمانہ علیہ السلام سے ملاقات کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ ۴۰ ہفتہ مسلسل ہر بدھ کو مسجد سہلہ کی زیارت کرے اور وہاں مغرب وعشاء کی نماز پڑھے۔ ۴۰ ہفتہ بلا ناغہ ہر بدھ کو مغرب عشا کی نماز مسجد سہلہ میں ادا کرے۔ انشاء اللہ امام علیہ السلام کی زیارت کا شرف نصیب ہو گا۔

اس شخص نے اس پر بھی عمل کیا مگر اس کی تمنا پوری نہیں ہوئی۔

اس کے بعد اس شخص نے دوسرے علوم، علم اعداد (یہ وہ علم ہے جس میں عدد کے ذریعہ کسی چیز کا پتہ لگایا جاتا ہے)، وغیرہ کا سہارا لیا اس میں مہارت حاصل کی۔ ہر طرح کی کوشش کی مگر تمنا پوری نہیں ہوئی۔

اس نے چالیس چالیس دن کے کئی عمل انجام دئے مگر پھر بھی تمنا پوری نہیں ہوئی۔

ان اعمال کے انجام دینے کے لئے اس کو رات بھر جاگنا پڑتا تھا۔ ان اعمال نے اس کی روح کو پاک کر دیا تھا۔ ایک خاص نورانیت حاصل ہو گئی۔

ایک مرتبہ کسی نے اس سے کہا۔ اگر تم امام زمانہ علیہ السلام کی زیارت کا شرف حاصل کرنا چاہتے ہو اور ان سے ملاقات کرنا چاہتے ہو تو فلاں شہر چلے جاؤ۔ وہ شہر گرچہ بہت دور تھا اور سفر بھی آسان نہیں تھا۔ لیکن امام سے ملاقات کی تمنا اس کو وہاں لے گئی۔

اس شہر میں آکے اسے ۳۷ یا ۳۸ دن ہو چکے تھے مگر ابھی تک اس کی تمنا پوری نہیں ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ اس کو ایک پیغام ملا۔

اگر تم امام زمانہ علیہ السلام سے ملاقات کرنا چاہتے ہو اور ان کے دیدار کا شرف حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس وقت حضرت امام زمانہ علیہ السلام بازار میں ایک بوڑھے قفل ساز کی دکان پر تشریف فرما ہیں۔ فوراً جاؤ تا کہ تمہاری دلی تمنا پوری ہو اور مدتوں کی آرزو بر آئے۔

یہ شخص فوراً اٹھا۔ اور بتائے ہوئے راستہ پر چل پڑا۔ بوڑھے قفل ساز کی دکان پر پہونچا۔ دیکھا حضرت ولی عصر

ارواحنا فداہ تشریف فرما ہیں۔ اور بوڑھے سے نہایت محبت سے باتیں کر رہے ہیں۔ اس نے امام عصر علیہ السلام کی خدمت میں سلام کیا۔ امام علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

اس وقت دیکھا کہ اس دکان میں ایک بوڑھی عورت آئی۔ جو بہت زیادہ کمزور تھی جس کی کمر جھک گئی تھی۔ ہاتھوں میں چھڑی تھی۔ ہاتھ کانپ رہے تھے، پیر لرز رہے تھے۔ اسی حالت میں اس نے ایک قفل اس بوڑھے دوکاندار کو دیا اور کہا۔ کیا تم اس قفل کو تین روپے میں خریدو گے کیونکہ اس وقت مجھے تین روپے کی شدید ضرورت ہے۔

اس بوڑھے نے قفل ہاتھ میں لیا۔ دیکھا اس قفل میں کوئی عیب نہیں ہے۔ قفل بالکل ٹھیک ہے۔ اس نے کہا ۔ اے بہن! اس قفل کی قیمت دس روپے ہے اگر آپ اس کی چابھی کے دو روپے دے دیں تو یہ قفل دس روپے کا بکے گا۔

اس بوڑھی عورت نے کہا۔ مجھے اس قفل کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تو اس وقت صرف تین روپے کی ضرورت ہے۔ تم تین روپے دے دو اور یہ قفل لے لو۔

بوڑھے قفل ساز نے کہا۔ بہن! میں بھی مسلمان ہوں اور آپ بھی مسلمان ہیں۔ میں ایک مسلمان کا مال سستا کیوں خریدوں۔ اور کسی کا حق کیوں ضائع کروں۔ اس وقت اس قفل کی قیمت ۸ روپے ہے۔ اگر فائدہ حاصل کرنا چاہوں تو میں یہ قفل آپ سے ۷ روپے میں خریدوں گا۔ کیونکہ ۸ روپے میں اس سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا انصاف کے خلاف ہے۔ اگر آپ یہ قفل بیچنا چاہتی ہیں تو میں ۷ روپے میں خریدوں گا۔ اور اس کی قیمت ۸ روپے ہے۔ ایک روپے میں فائدہ حاصل کروں گا۔

میں پھر کہہ رہا ہوں اس قفل کی قیمت ۸ روپے ہے۔ ۷ روپے خریدوں گا اور ۸ روپے میں فروخت کروں گا اور ایک روپے فائدہ حاصل کروں گا۔

اس بوڑھی عورت کو دوکاندار کی بات پر یقین نہیں آرہا تھا۔ وہ ناراض ہو کر بولی۔

میں دیر سے اس بازار میں گھوم رہی ہوں۔ ایک ایک سے درخواست کر رہی ہوں۔ مگر کوئی ایک آدمی بھی تین روپے میں خریدنے کو تیار نہیں ہے۔ مجھے اس وقت تین روپے کی شدید ضرورت ہے۔ پورے بازار میں کوئی تین روپے میں خریدنے کو تیار نہیں ہے۔

اس بوڑھے نے ۷ روپے اس بوڑھی عورت کو دیدئے اور قفل لے لیا۔

اس وقت امام زمانہ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا:

اے عزیز من! تم نے اس واقعہ کو دیکھا۔ اگر تم لوگ اسی طرح رہو۔ اس طرح انصاف سے پیش آو تو میں خود تمہارے پاس آوں گا تمہیں اس قدر زحمت و محنت کی ضرورت نہ ہوگی۔

تم عمل کرو، مسلمان بنو۔ تا کہ میں تمہارے ساتھ تعاون کروں۔ میں نے اس شہر میں اس بوڑھے کو منتخب کیا ہے۔ کیونکہ یہ شخص دیندار ہے۔ خدا کو پہچانتا ہے۔ تم نے اس کا امتحان دیکھا۔ یہ عورت

پورے بازار میں گئی سب نے اس کو ضرورت مند دیکھکر اس کا مال کم قیمت پر خریدنا چاہا کوئی ایک تین روپے میں بھی خریدنے کو تیار نہیں تھا۔ مگر اس بوڑھے نے اس قفل کو ۷ روپے میں خریدا۔ یہی وجہ ہے کہ میں ہر ہفتہ اس کی ملاقات کو آتا ہوں۔ اور اس کی خیریت دریافت کرتا ہوں۔"[1]

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے۔

۱۔ اگر ہم اپنی زندگی میں اپنے کاروبار میں اپنی تجارت میں ایمانداری سے کام لیں تو امام زمانہ علیہ السلام کی عنایتیں ہمارے شامل ہوں گی۔

۲۔ اور یہ کام خدا کی خوشنودی کے لئے انجام دیں۔

۳۔ کسی کی مجبوری سے غلط فائدہ نہ اٹھائیں۔

۴۔ چیزوں کو ان کی صحیح قیمت میں خریدیں۔

۵۔ ایک مناسب مقدار سے زیادہ فائدہ حاصل نہ کریں۔

۶۔ خود مسلمان رہیں اور کسی مسلمان کو دھوکہ نہ دیں۔

آیئے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا کریں کہ خداوند عالم ہم سب کو صحیح معنوں میں مسلمان ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

---

۱ کیمیائے محبت، ص ۴۱، ۴۳